شعبۂ حفظ وناظرہ کی تعلیم وتدریس کے لیے

راہنما اصول وہدایات اور مفید تجاویز ومشورے

(قسط اوّل)

افادات: حضرت مولانا قاری غلام رسول زید مجدہم
(مدیر مدرسہ جامع القرآن عثمان بن عفانؓ)
ضبط وترتیب: مولانا محمد ریاض

حفظ وناظرہ کے جدید وقدیم مدارس ومکاتب کے تعلیمی، تدریسی اور تربیتی امور کو منظم وجامع بنانے کے لیے تجاویز وہدایات اور مختلف اصلاحی اور مشاورتی امور کی تفصیلات وجزئیات پر مشتمل یہ مقالہ ان شاء اللہ العزیز مکاتب قرآنیہ کے معیار وکیفیت کو بہتر بنانے میں کارآمد ثابت ہوگا اور اس سے منتظمین ومدرسین کو تدریس وتعلیم کے وہ اساسی اور اہم اصول معلوم ہوسکیں گے، جن کی بنیاد پر قرآن مجید کی تعلیم وتعلم سہل اور نتیجہ خیز ثابت ہوسکتی ہے۔

زیرنظر نکات وہدایات، تجاویز اور مشورے؛ شعبہ حفظ کے تجربہ کار، معروف، کہنہ مشق اور بالغ نظر استاذ حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب دامت برکاتہم اور شعبہ حفظ سے منسلک دیگر مستند ومعتمد بزرگوں کے فرمودات و ارشادات کی روشنی میں مرتب کیے گئے ہیں۔ حضرت قاری صاحب بحمداللہ تعالیٰ 35 سال سے خدمتِ تحفیظِ قرآن کے عظیم شعبے سے وابستہ ہیں اور اب تک آپ کے فیض پراثر سے بے شمار طلبہ کرام فیض یاب ہوچکے ہیں۔ کہا جاسکتا ہے کہ ان ہدایات وتجاویز کی افادیت واہمیت، ضرورت ونافعیت، تجربے اور عمل کی بھٹی سے نکل کر آئی ہے۔ یقیناً ہر قابل قدر ادارہ اور محنتی استاذ؛ تجربے، مشاہدے اور عملی کارکردگی کے تحت مزید بہتر اور اطمینان بخش نتائج وثمرات تک پہنچ سکتا ہے اور انہیں اپنے دائرۂ اثر میں بروئے کار لاسکتا ہے۔

ہدایات برائے شعبۂ تحفیظ

محترم استاذ صاحب! حفظ قرآن کریم ایسی عظیم الشان نعمت و دولت ہے کہ اس کے سامنے کائنات کی ہر شے بے حیثیت و بے وقعت ہے۔ ایک حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ جس حافظ قرآن نے قرآن کریم کے مقابلے میں دنیا کے اسباب و متاع کو ترجیح دی اور اپنی حیثیت و اہمیت کو کم جانا، تو فی الواقع اس نے اللہ ربّ العزت کی نعمت کی ناقدری کی۔ قرآن مجید کی تعلیم و تعلم دونوں بابرکت اور قابل قدر عمل ہیں، کیوں کہ حدیث پاک میں اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے معلّم اور متعلّم قرآن کو سب سے بہتر انسان قرار دیا ہے۔ اس استحضار اور اخلاصِ نیت کے ساتھ جب ہم درس گاہ میں قدم رکھیں گے، تو ان شاء اللہ العزیز یہ عمل عند اللہ تعالیٰ شرفِ قبولیت پائے گا اور چند روزہ محنت بار آور ثابت ہوگی۔

عام طور پر شعبۂ حفظ میں تدریسی اور تعلیمی عمل کو درج ذیل حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، لہٰذا ہم بھی انہی چند عنوانات کے تحت کچھ راہ نما اصول، ہدایات، تجاویز، مشورے اور قابل توجہ امور کا ذکر فائدہ مند سمجھتے ہیں۔

۱۔ سبق۔ ۲۔ سبقی۔ ۳۔ منزل۔ ۴۔ مطالعہ۔ ۵۔ لہجہ۔ ۶۔ سننے کا معیار

۱۔ سبق:

''سبق'' حفظ کے لیے سب سے اہم اور بنیادی چیز ہے اور اس کے بغیر تحفیظ کا عمل جاری نہیں رہ سکتا، اس وجہ سے استاذ محترم کو اس پر خوب توجہ اور دھیان دینے کی ضرورت ہے۔ اگر طالب علم کو سبق پختہ اور بہتر یاد ہوگا تو اس کی وجہ سے سبقی اور منزل خود بہ خود پختہ اور بہتر ہوگی اور ان شاء اللہ العزیز حفظ کا معیار بلند ہوگا۔ یہاں سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ سبق سننے کا معیار کیا ہو؟ اس حوالے سے استاذ محترم کو کن خطوط پر محنت کرنی چاہیے؟ طلبہ کرام کے لیے حفظ کا مشقت آمیز اور محنت طلب مرحلہ کس طرح سہل اور آسان بنایا جاسکتا ہے؟ آئیے ان سوالات کا جواب ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں۔

☆ اوقاتِ تعلیم کی تقسیم:

سب سے پہلے تو مدرّس پر لازم ہے کہ اوقاتِ تعلیم کو مرحلہ وار تقسیم کرے تا کہ کم وقت میں زیادہ سے زیادہ فوائد اور نتائج اخذ کیے جاسکیں اور کارکردگی بہتر بنائی جاسکے۔ چوں کہ پڑھائی کے آغاز کے بعد پہلا کام بچوں کا سبق سننا ہوتا ہے، چنانچہ بچوں سے سبق سننے کے لیے بالعموم ڈیڑھ گھنٹا مختص کیا جائے۔

☆سبق سننے کا معیار:

اس موقع پر استاذ کو اس بات کا بھرپور اہتمام کرنا چاہیے کہ ہر بچے کا سبق از خود سنیں اور کسی دوسرے بچے یا فرد سے ہرگز نہ سنوائیں۔ جبکہ سبق سننے کا معیار یہ ہونا چاہیے کہ مخارج، یادداشت اور پختگی کی ایک غلطی بھی معاف نہ کی جائے اور سبق کے دوران بچے کو بار بار آیات، مخارج اور انداز کی مشق اور دہرائی کروائی جائے۔ اگر بچہ سبق میں ایک بار بھی بھول گیا یا کوئی مخرج غلط ہو گیا تو وہ سبق کچا سمجھا جائے۔ بعض اوقات سبق میں پختہ غلطیاں رہ جاتی ہیں۔ وہ منزل میں بھی چلتی رہتی ہیں۔ اس لیے پختہ غلطیاں منزل میں ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ استاذ یا تو سبق سنتے نہیں یا ذمہ داری سے نہیں سنتے۔ نسیان کی غلطیاں تو زندگی بھر رہتی ہیں، یہ انسانی کمزوری ہے، تاہم سبق کو مستحکم طریقے سے سن کر پختہ اغلاط پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

☆ترغیب وتشویق

طلبہ کرام کو سبق یاد کرانے کے لیے ترغیب اور تشویق کا پہلو اختیار کیا جائے۔ رغبت اور شوق کو ابھارنے کے لیے بچوں کی طبیعت، مزاج، نفسیات اور احساسات کو مدنظر رکھا جائے۔ چناں چہ استاذ محترم سہ پہر 4:00 بجے مطالعے کے دوران بچوں کو یاد کرنے اور سنانے کا شوق دلوائیں۔ اور جب بچے اگلے دن کا سبق یاد کرنے بیٹھیں تو استاذ عملاً ایسا طریقہ اختیار کریں، جس سے طلبہ کرام میں مسابقت اور مقابلے کا ماحول پیدا ہو۔ مثلاً استاذ طلبہ کے سامنے اعلان کر دیں کہ جو بچہ ابھی کل کا سبق یاد کر کے سنائے گا، اسے فلاں انعام دیا جائے گا۔ حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب زید مجدہم کا یہ طرز رہا ہے کہ آپ اپنے اردگرد کچھ رقم رکھ کر طلبہ کرام کے شوق کو ابھارتے کہ جو بچہ سبق یاد کر کے سنائے گا، اسے یہ رقم انعام میں ملے گی۔ اس سے طلبہ کی حوصلہ افزائی ہوتی اور ان کی سبق یاد کرنے میں دلچسپی بڑھتی۔

☆سبق دینے کا طریق کار

سبق دینے کا کوئی باقاعدہ ضابطہ نہیں ہے۔ یہ استعداد پر موقوف ہے۔ درس گاہ کا مجموعی ماحول ایسا ہونا چاہیے کہ طالب علم خود ہی مطالعہ تیار کرے اور صبح استاذ کو سنا دے اور استاذ کا کام صرف یہ ہو کہ وہ سن کر اگلے سبق کا نشان لگا دیں اور اس کی مشق کروا دیں۔

☆ابتدائی طلبہ کی مقدارِ سبق

اسی طرح حفظ کے ابتدائی بچوں کی مقدارِ خواندگی بہتر بنانے اور انہیں مصروف رکھنے کے لیے دو سبق دیے جائیں، کیوں کہ جو بچہ عم پارہ پر موجود ہے اور اس کا سبق سورہ فلق اور سورہ ناس پر ہے تو اس کے پاس بقیہ دن کے لیے اور کوئی مشغولیت نہیں ہے۔

☆مقدارِ خواندگی بڑھانے کا طریقہ:

''سبق'' کے ضمن میں یہ نکتہ بھی ذہن نشین رہے کہ اکثر و بیشتر اساتذۂ حفظ کو بچوں کی مقدارِ سبق بڑھانے میں دشواری کا سامنا رہتا ہے۔ کوشش ہونی چاہیے کہ حفظ کے حوالے سے بچوں کا وقت بچایا جائے اور انہیں مختلف طریقوں اور اسالیب میں سبق بڑھانے کی ترغیب دی جائے۔ چناں چہ اس کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ اگر بچہ روزانہ 8 لائن سبق لے رہا ہے تو یک دم 2 یا 3 سطریں بڑھادی جائیں، تاہم تجربے سے ثابت ہوا کہ یہ نوعیت بچوں کی نفسیات سے میل نہیں کھاتی اور اکثر اوقات بچے خود کو اس تعاون کے لیے آمادہ نہیں پاتے۔ اس کی بجائے روزانہ ایک لفظ یا آدھی آیت یا ایک آیت بڑھائی جائے تو اس طرح بچے کو بوجھ محسوس نہیں ہوگا اور رفتہ رفتہ مطلوبہ نتیجہ بھی حاصل ہو جائے گا۔

علاوہ ازیں بچے کو اس کی صلاحیت کے مطابق سبق دینا چاہیے، نہ اتنا کم دیا جائے کہ وہ جلد یاد کر کے باقی وقت ضائع کرے اور نہ اتنا زیادہ کہ وہ اس بار کو اٹھا نہ سکے۔ بعض اساتذہ کرام بچے کو اس خیال سے سبق زیادہ دیتے ہیں کہ پارہ جلد ختم ہو جائے، اس کا بہت نقصان ہوتا ہے۔ وقتی طور پر یاد ہو جاتا ہے، مگر استحکام نہیں آتا، اس لیے سبق کی درمیانی مقدار رکھی جائے تاکہ منزل مستحکم رہے۔

☆غلطی یاد کروانے کا طریقہ

جو غلطی آئے، اس پر نشان لگا دیا جائے پنسل یا چیپی سے۔ بچے کے دل و دماغ میں درس گاہ کے مجموعی طرزِ تعلیم سے یہ بات بیٹھی ہوئی ہونی چاہیے کہ جو غلطی نکالی گئی ہے، وہ مجھے یاد کرنی ہے اور اس کو یاد کرنے کا طریقہ سمجھا دیا جائے۔ اول غلطی والی آیت کو حسبِ ضرورت پندرہ بیس مرتبہ دہرا لے، پھر اول و آخر والی آیات کو ملا کر اس کو دو تین مرتبہ دہرا لے۔ عام طور پر بے فکری کا دور ہے۔ اس لیے استاذ صاحب کی ذمہ داری صرف بچے کو پڑھانا ہی نہیں، بلکہ اس قسم کی کمزوریوں کو ہمدردی اور محبت سے سمجھا کر دور کرنا بھی ہے۔ غلطی کو یاد کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پکی غلطی کو 100 بار کہلوائیں اور استاذ صاحب بچے کو تسبیح دے دیں اور وہ کھڑا ہو کر 100 بار غلطی کہے۔

۲۔سبقی

سبق سن لینے کے بعد ایک گھنٹا ''سبقی'' کے لیے مختص کیا جائے۔روزانہ دو سے تین بچوں کی سبقی استاذ صاحب خود سنیں اور باقی بچوں میں سے چند بچوں کی سبقی پاؤ پاؤ پارہ سن کر جوڑی بنائی جائے اور اس جوڑی کو بھی درمیان میں چیک کیا جائے۔کبھی سامع اور قاری دونوں کو بلا کر سوال کریں مختلف مقامات سے۔اگر قاری کو سبقی یاد نہیں ہے تو سامع سے پوچھا جائے کہ آپ نے کیسے سبقی سنی ہے۔یادر ہے کہ اٹکن غلطی سے زیادہ سخت اور نقصان دہ ہے۔لہٰذا بات اگر ایک غلطی، ایک اٹکن سے زیادہ بڑھنے لگے تو اسے سبقی کچی ہونے کی علامت تصور کیا جائے۔

☆سبقی کی مقدار

نیز سبقی کی مقدار کا معیار یہ ہونا چاہیے کہ سبق سے متصل آدھا یا پون پارہ سبقی شمار کیا جائے۔اس سے زیادہ مقدار سبقی کا حصہ نہ ہو بلکہ منزل میں شمار کی جائے۔بچہ آخری سبق کے ساتھ مکمل پارہ سنادے۔اس کے بہت سے فوائد وثمرات سامنے آتے ہیں۔گردان میں آسانی اور وقت کی بچت ہوتی ہے۔شہری بچوں کے لیے تو یہ انتہائی ضروری ہے کہ وہ ان کو حفظ میں قائم رکھنے کا باعث ہے۔

☆سبقی اور منزل بہتر بنانے کا گر

علاوہ ازیں سبقی اور منزل کے معیار کو بہتر بنانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ظہر کے بعد شروع ہونے والی پڑھائی کے موقع پر ''3 سبق'' سننے کا معمول بنالیا جائے۔ایک آج کا سبق اور دو گزشتہ سبق۔یہ تین سبق کمزور بچوں کا استاذ محترم خود سنیں اور باقی بچوں کے تین سبق سنوانے میں اپنے ساتھ گردان یا حفظ کے اچھے طالب علم کو معاون بنائیں۔جبکہ 5 پاروں تک حفظ کے بچوں کی سبقی ومنزل سننے کا طریقہ کار یہ ہو کہ روزانہ تمام پارے سنیں جائیں۔

۳۔منزل:

استاذ محترم! صبح کے وقت میں آپ اب تک ڈھائی گھنٹے کامیابی کے ساتھ استعمال کر چکے ہیں۔یعنی ڈیڑھ گھنٹا سبق اور ایک گھنٹا سبقی کے لیے۔اب منزل کی باری ہے۔منزل کے لیے 2 گھنٹے مختص کیے جائیں۔منزل سننے کے لیے استاذ محترم گروپ بنائیں، جن کا جائزہ بہ نفس نفیس لیتے رہیں اور رکوع، دو رکوع، آخر کا پاؤ، ڈیڑھ پاؤ استاذ محترم خود سن لیں۔

☆منزل سننے کا طریقہ

منزل سننے کا طریقہ یہ ہو کہ آدھا پارہ یا ایک پارہ سبق کی طرف سے اور ایک پارہ آخر کی طرف سے سنا جائے، جہاں

منزل مل جائے، وہاں سے پھر اسی ترتیب کا آغاز کردیں۔مثلاً ''واعلموا'' پر سبق ہے،تو پارہ 11 سے ایک پارہ اور آخر سے 30 واں پارہ ایک ساتھ سنے جائیں۔

☆منزل کا جائزہ

بچوں سے منزل سن لینے کے بعد چھٹی سے پہلے بچوں کو خاموش کروایا جائے اور منزل سننے سنانے کے لیے قائم کی جانے والی جوڑیوں کا جائزہ لیا جائے،تاکہ معلوم ہو سکے کہ آج کی منزل کیسے سنائی گئی ہے۔اگر کارکردگی اچھی ہے تو شاباش دی جائے، بہ صورت دیگر سامع کی گرفت کی جائے۔یہ عمل تمام جوڑیوں کے جائزے کے لیے نہ ہو، بلکہ روزانہ دو تین جوڑیوں کا امتحان کسی تعین کے بغیر لینا کافی ہوگا۔یوں صبح کا تعلیمی وقت مکمل ہو جائے گا۔
آخر میں یہ نکتہ بھی پیش نظر ہے کہ گردان اور بڑی منزل والے بچوں کو نوافل میں منزل پڑھوانے کا اہتمام کروایا جائے،اس سے قرآن مجید پختہ ہوتا ہے اور تراویح کے انداز میں پڑھنے میں مدد ملتی ہے۔استاذ محترم اس کی عملی مشق کروائیں تو طلبہ کے لیے سہولت ہو جائے گی۔

☆بھولی ہوئی منزل یاد کرنے کا طریقہ

اول تو غور کرنے کی بات یہ ہے کہ منزل بھولنے کا سبب کیا ہے۔جب اس کا تعین ہو جائے تو اول اُسے دور کیا جائے۔سبب کو دور کیے بغیر استاذ کی محنت کارآمد نہیں ہو سکتی۔مثلاً ایک بچہ بہ کثرت ناغے کرتا ہے،یہی اس کی منزل بھولنے کا سبب ہے تو جب تک وہ اس کا ازالہ نہیں کرتا تو استاذ کو اس کا مکلّف نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اس کو خوب پختہ منزل یاد کرادے۔بعض بچے اتنی استعداد نہیں رکھتے کہ ان کو اسکول کا کام ساتھ دیا جائے،ظاہر ہے کہ اس سے منزل متاثر ہوگی۔یا بعض اوقات استاذ کی ترتیب میں کوئی غلطی چلی آرہی ہے،لہٰذا اس کا ازالہ کیا جائے۔اس قسم کی تمام ظاہری وجوہ نہ ہونے کے باوجود بعض اوقات بچے میں طبعی، ذہنی صلاحیت واستعداد کی کمزوری ہوتی ہے۔ایسی کمزوری کا علاج استاذ کے پاس نہیں ہوتا،صلاحیت کے لحاظ سے فرقِ مراتب من جانب اللہ ہوتے ہیں۔ایسے میں سبق تھوڑا رکھا جائے اور منزل کی طرف زیادہ توجہ دی جائے اور دعاؤں کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی جائے۔ دنیا کے کسی بھی ادارے میں تمام طلبہ کرام یکساں نہیں ہوتے۔ایسے طلبہ کرام کو بھی ساتھ لے کر چلنا ہوتا ہے۔اس لیے اکتاہٹ محسوس نہ کی جائے۔اُن کو محنت کی ترغیب دیتے رہیں۔

ظہر کے بعد معمولات

ظہر کے بعد شروع ہونے والی پڑھائی کے موقع پر ''3 سبق'' سننے کا معمول بنالیا جائے۔ایک آج کا سبق

اور دو گزشتہ سبق ۔ یہ تین سبق کمزور بچوں کا استاذ محترم خود سنیں اور باقی بچوں کے تین سبق سنوانے میں اپنے ساتھ گردان یا حفظ کے اچھے طالب علم کو معاون بنائیں۔3 سبق سن لینے کے بعد بچوں کو اگلے دن کی منزل یاد کرنے کے لیے ایک گھنٹا کا وقت دیا جائے۔ اس ضمن میں پاروں کی الگ ترتیب ہو، جس کا مطلب یہ ہے کہ بچہ ایک پارہ اگلے دن کی منزل کا یاد کرے گا اور باقی دو پارے اسے اپنے طور پر زبانی پڑھنا ہوں گے۔ مثلاً اگلے روز پارہ نمبر 11 منزل سنانی ہے، تو اسے یاد کرے گا۔ جبکہ مزید دو پارے مثلاً 30 اور 29 اپنے طور پر پڑھے گا۔ غلطی قرآن کریم میں دیکھیں۔

۴۔ مطالعہ:

ظہر کے بعد پڑھائی کے آخری گھنٹے میں مطالعہ کا موقع دیا جائے۔ واضح رہے کہ سبق کو بہتر بنانے کے لیے مطالعہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ لہٰذا ہر معلم طالب علم سے مطالعہ اہتمام اور پابندی کے ساتھ سنیں اور خود سنیں۔ اگر کوئی طالب علم استعداد کے لحاظ سے کلاس میں اچھا ہو تو اس سے بھی دوسرے بچوں کو سبق کہلوایا جا سکتا ہے۔

۵۔ لہجہ:

قرآن پاک کی تلاوت خصوصاً حفظ میں انداز ولہجہ بہت اہمیت رکھتا ہے اور یہ قرآن پاک کا حسن اور خوبصورتی ہے۔ معلم کو حفظ کی ابتدا ہی سے طالب علم کے لہجے اور انداز پر خوب محنت کرنی چاہیے اور طالب علم کو سبق و مطالعہ دیتے وقت انداز ولہجہ کی مشق پر خوب توجہ دینی چاہیے۔

لہجے سے ہماری مراد یہ ہے کہ قرآن پاک کو خاص عربی ومصری لحن وانداز میں پڑھا پڑھایا جائے۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لیے ابتدائی اور عم پارہ والے بچوں کو خصوصیت کے ساتھ الشیخ صدیق المنشاویؒ کی تلاوت، ہیڈفون کے ذریعے یا جس طرح بھی ممکن ہو، روزانہ کی بنیاد پر سنوانے کا اہتمام کروانا چاہیے، کیوں کہ شیخ صدیق المنشاویؒ کو اللہ پاک نے قراءت قرآن کریم کا خاص ملکہ عطا فرمایا ہے اور آپ کے مخارج وصفات کی ادائی نہایت واضح اور عمدہ ہے، لہٰذا ابتدائی بچوں کو ان کی تلاوت کے ذریعے مشق کروانا مفید ثابت ہوگا۔

یہ ابتدائی مرحلہ ہے۔ چنانچہ عم پارہ کی مشق کے بعد بچوں کے ذوق وشوق اور دل چسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف عرب ومصری مشائخ اور قراء کرام کی تلاوت سے استفادہ کیا جائے مثلاً الشیخ خلیل الحصری، الشیخ شریم، الشیخ سدیس، الشیخ ماہر المعیقلی، الشیخ مشاری راشد العفاسی حفظھم اللہ تعالیٰ وغیرہ وغیرہ۔ لہجے کی درستی اور عربی و

مصری اللحن کو سیکھنے کے لیے عرب اور مصر کے مشائخ کرام کی تلاوت سن کران کے انداز اور لہجہ کو اپنانے کی کوشش کی جائے۔ انفرادی تلاوت سنوانے اور پھر مشق کروانے میں لہجے کے حوالے سے اچھے نتائج حاصل ہوں گے۔

اگر کسی طالب علم میں فطری طور پر اچھا لب ولہجہ موجود ہے اور وہ تجوید کے بنیادی قواعد کا خیال رکھتے ہوئے اختراعی اور ذاتی لہجے میں تلاوت کرسکتا ہے تو یہ بھی اچھا ہے۔ پھر کسی عربی ومصری شیخ کی نقل کی ضرورت نہیں ہے اور طالب علم کی خوب حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔

☆مشق کروانے کا طریقہ:

مشق کروانے کا یہ مطلب نہیں کہ صرف مطالعہ کے دوران بچے کو سبق کی مشق کروائی جائے۔ بلکہ مشق کا مطلب یہ ہے کہ سبق، سبقی، منزل اور مطالعہ کے دوران طالب علم سے انداز، لہجہ، مخارج، صفات میں سے کسی بھی مرحلے پر کوئی غلطی ہو جائے تو اسی وقت اس کی تصحیح کروانا چاہیے۔ اور جب تک غلطی درست نہ ہو جائے، مشق کا سلسلہ ختم نہ کیا جائے۔

٦۔ سننے کا معیار

آخر میں یہ اہم نکتہ پیش نظر رکھیں کہ استاذ محترم کے سننے کا معیار، طالب علم کو یاد کرنے اور محنت کرنے کے معیار کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور سننے کا طریقہ، درس گاہ میں محنت کی سمت متعین کرتا ہے۔ اگر استاذ سننے میں سست، کاہل اور کمزور واقع ہوئے ہیں تو طلبہ کرام کے یاد کرنے میں بھی اور محنت میں بھی یہ خامیاں ہوں گی۔ استاذ درس گاہ میں موجود ہوں اور ڈنڈی حرکت میں لاتے رہتے ہوں، چیخ چیخ کر پڑھو وغیرہ کی صدائیں بلند کرتے رہیں تو بھی وصولی صحیح نہیں ہوسکتی۔ اس کے بالکل برعکس استاذ صاحب معیاری سنیں تو طلبہ کرام کو استاذ کی عدم موجودگی میں بلکہ اوقات تعلیم کے علاوہ بھی اپنے معیار محنت کو بلند کرنا پڑتا ہے۔ اس نکتے کو سبق، سبقی اور منزل کے مراحل میں یکساں مدنظر رکھا جائے۔ (باقی آئندہ)